

ایک خاص مقتضا ہے، وہ ضرور پورا ہونا چاہیے۔ مثلاً بخودی اور مستی کا وقت ہو تو سر شراب کے مثلے کے پاؤں یعنی نچلے حصے پر ہونا چاہیے اور دعا و مناجات کا موقع آجائے تو منہ قبلے کی طرف کر لینا چاہیے۔ گویا بخودی ایک کیفیت ہے، جس کی اصل شراب کا خم ہے اور مناجات ایک کیفیت ہے، جس کی اصل قبلہ ہے۔ ان تمام بیانات سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ صفات باری تعالیٰ کا پیمانہ جس طرح گردش کرتا جائے، یعنی مختلف صفات جس طرح وقتاً فوقتاً ظہور کریں، ان کے تقاضے ضرور پورے کیے جائیں، لیکن خدا شناس اور صاحب عرفان کے لیے لازم ہے کہ صفات کے تقاضے پورے کرنے کے ساتھ ساتھ ذات کو ہرگز نہ بھولے، بلکہ اسی کی شراب سے ہمیشہ مست رہے۔

ان چاروں شعروں میں مرزا نے اس حقیقت پر زور دیا ہے کہ کائنات کا مبداء ایک ہے۔ زندگی میں اس کے مظاہر سے چشم پوشی نہیں کی جاسکتی۔ ہر منظر جن واجبات کا طلب گار ہے، وہ ضرور پورے کیے جائیں، لیکن مبداء کو ایک لمحے کے لیے بھی بھولنا نہ چاہیے، مقصود حقیقی مبداء ہی ہے۔

مروجہ دیوانوں میں تخلص والا شعر سب سے آخر میں رکھ لیا گیا، حالاں کہ اس کا اصل مقام اس قطعے کا آغاز ہے۔

۱۔ لغات؛	بساطِ عجز میں تھا ایک دل، یک قطرہ خو، وہ بھی
بساطِ عجز؛	سورہتا ہے، بہ اندازِ چکیدن سرنگوں، وہ بھی
عاجزی کی	رہے اُس شوخ سے آزر وہ ہم چندے تکلف سے
بساط، عاجزی	تکلف برطرف، تھا ایک اندازِ جنوں، وہ بھی
کی حیثیت۔	
سر و سامان	